باسمہ تعالیٰ

رہبر انقلاب اسلامی ایران آیۃ اللہ العظمیٰ حضرت امام خمینی دام ظلہ العالی نے مصنف کتاب "شیطانی آیات" کے واجب القتل کا شرعی فتوی صادر فرمایا اس لئے ان کے ہدف کی پیروی کرتے ہوئے میں نے قلم اٹھایا ہے۔

کتاب حاضر اس شیطانی کتاب کا مختصر جواب ہے اور در حقیقت اس منحوس کتاب میں لگائے گئے الزامات کو کالعدم قرار دینا ہے۔

امید ہے کہ قیادت کے زیر سایہ انشاء اللہ ایک دن استعماری طاقتیں ذلیل و رسوا ہوں گی؛ کیوں کہ آپ کی قیادت دنیائے اسلام کے لئے مسلم ہے اور آپ ہی اس دور میں دنیا کے مستضعفوں اور مظلوموں کے فریاد رس ہیں۔

حوزہ علمیہ قم

محمد صادقی تہرانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی جمیع المرسلین لا سیما خاتم النبیین محمد و علی آلہ الطاہرین۔

اس دنیائے مکر و فریب میں شیطان الگ الگ انداز اور مختلف شکل و صورت میں لمحہ بہ لمحہ منزل بہ منزل خود کو پیش کرتا رہتا ہے تاکہ غفلت میں ڈوبے ہوئے بے خبر اور سادہ دل انسانوں کا شکار کر سکےاور حتی الامکان انہیں حق اور حقیقت سے دور اور بے زار کر دے تاکہ راہ حق پر چلنے والوں کو گمراہ، گمراہوں کو گمراہ تر کر سکے یہاں تک کہ انہیں راہ حق پر لوٹ کر آنے کا تصور و خیال تک نہ آئے۔ بالآخر شیطان کا کام ہی یہ ہے کہ وہ لوگوں کو حق کے راستے سے ہٹاتا اور انہیں گمراہ کرتا رہتا ہے۔ رہبران حق کی رہبری کے باوجود شیطان اللہ کے بندوں کو اپنی نیرنگیوں کے ذریعہ بہکاتا رہتا ہے اور خود خدا سے کہتا ہے "فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ"[1] ؛ تیری **عزت** کی قسم میں سب کو گمراہ کروں گا۔ "لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا"[2]؛ "اگر مجھے قیامت کے دن تک کی مہلت دی ہے تو میں ان کی ذریت سے چند افراد کے علاوہ سب کی جڑیں کاٹ دوں گا"۔

ہاں، شیطان نے ذات الہی کی قسم کھائی ہے کہ وہ سب کو گمراہ کرے گا اور جہاں تک ممکن ہے انہیں اپنے لئے مرکب کے طور پر استعمال کرے گا اور بے کار لوگوں کو مفت سواری دے کر ہر راہ سے گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا۔

شیطان مختلف طریقوں سے بہکانے کی کوشش کرتا ہے، کبھی دلیل و برہان کے ذریعہ تو کبھی قرآن و حدیث کے ذریعہ خود قرآن و حدیث کے خلاف بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس شیطانی سیاست کی بنا پر جسے قرآن کریم نے "خطوات الشیطان" کے نام سے یاد کیا، سادہ لوح اور بیوقوف افراد آہستہ آہستہ اس کے دام فریب میں شکار ہوتے چلے جاتے ہیں پھر شیطان انہیں اپنا آلہ کار بنا لیتا ہے۔

ابھی اپنے اس عمل شیطانی سے مکمل طور سے خاطر خواہ نتیجہ حاصل نہیں کر پاتا کہ دوسری طرف ایک اور نیا فتنہ کھڑا کر دیتا ہے اور پھر لوگوں کو ایسے افسانوی خوابوں اور خیالوں میں مصروف کر دیتا ہے جس کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔

۱۔ ص / ۸۲ ۔
۲۔ اسراء / ٦٢ ۔

ایسے موقع پر کوشش یہ کرتا ہے کہ حقیقتوں کو اس طرح توڑ مروڑ کر پیش کرے کہ جس سے خوش خیال، زود باور اور بے شعور افراد بڑی آسانی سے اس طرح اس کے دام فریب میں پھنس جائیں کہ اس کے شر سے نجات پانے کی امید ہی ختم ہو جائے اور اپنے اس عمل سے با شعور اہل ایمان حضرات کو بھی جوش و خروش پر اکساتا ہے لھذاس کے اس عمل پر صرف جوش و خروش اور غم و غصہ ہی کا اظہار کیا جا سکتا ہے کیوں کہ اس کی اس بیہودہ حرکت کا جواب قلم سے ممکن نہیں ہے کیوں کہ اس کی بیہودگیوں کا کیا جواب ہو سکتا ہے نتیجۃً اس کا جواب ب لا جواب رہ جاتا ہے۔

یہاں پر جواب کے طور پر جو ہم پیش کر رہے ہیں در اصل تاریخ کی مسلم حقیقتوں کی وضاحت اور باز یا بی ہے؛ کیوں کہ بسا اوقات حقیقتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کی تصدیق مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی کرتے ہیں در حقیقت وہ ایسی حقیقتیں ہیں جن پر کفار اور اہل ایمان دونوں کا ا تفاق ہے۔

من جملہ ایسی حقیقتوں میں ایک متفقہ مورد اور حقیقت مصنف کتاب "شیطانی آیات" کی تحریر کا جھوٹ اور افتراء ہونا ہے۔ پانچ سو صفحات پر مشتمل یہ کتاب جسے اس کے مصنف نے پانچ سال کے عرصہ میں لکھ کر خود کو نوبل پرائز کا حقدار بنا یااور ۸۵۰/ ہزار ڈالر حاصل کیا۔ اس کتاب سے اس نے استکباری اور استعماری شیطانی طاقتوں کی دیرینہ آرزو پوری کرنے کی سعی لا حاصل کی ہے کیوں کہ استعمار ہمیشہ سے ہی یہ چاہتا ہے کہ کسی صورت اسلام اور رسول اسلام ؐکا تابنا ک چہرہ مخدوش ہو ۔ اس منحوس کتاب میں جو کچھ اس نے لکھا وہ سراسر جھوٹ ہے جسے اس نے رومانی کہانی کے انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے، اس جھوٹی کہانی نے تمام جھوٹی کہانیوں کا ریکارڈ توڑ دیا اس جھوٹی اور افترا پرداز کہانی میں تاریخ اسلام و انسانیت کے درخشاں اور روشن چہرہ کو تاریک کرنے کی ناکام کوشش کی ہے تاکہ گمراہ افراد کی نجات کے لئے جو روشن چہرہ تھا جس کے اتبا ع سے گمراہ افراد کل آنے والے وقت میں راہ راست پر آ سکتے ہیں اس چہرہ کو مخدوش کر دیا جائے اور اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات کا راستہ بند کر دیا جائے اور جو لوگ بغیر کسی تحقیق کے کسی بھی بات کو آسانی سے قبول کر لیتے ہیں انہیں بھی گمراہ کر دیا جائے۔

اس مصنف نے اپنی تحریر میں نہ صرف پیغمبر اکرمؐ سے گستاخی کی ہے بلکہ امین وحی حضرت جبرئیل اور خود وحی اور رسول کے بزرگ صحابی جناب سلمان اور رسول کی ازواج کا اور ان کی ازدواجی زندگی کا مزاق اڑایا ہے اور اس سلسلہ میں اس قدر جھوٹ اور افتراء سے کام لیا کہ اس سے پہلے ملحدوں سے لے کر اہل کتاب تک

کسی نے بھی ایسی جرات نہیں کی ہے نہ صرف رسولؐ کو نا سزا کہا بلکہ ان حقائق کو بھی رسول کے بارے میں جھٹلایا ہےجن کا اعتراف غیر مسلموں نے بھی کیا ہے جیسے رسول اسلامؐ کا عقل و خرد کے اعتبار سے تاریخ انسانیت میں نابغہ ہونا ہے "محمد غیروں کی نظر سے" جیسی کتابوں سے یہ بات واضح ہے۔

ہمنے کتاب حاضر "شیطانی آیات" کے ایک دسو یں حصہ کاخلاصہ کیا ہے جو جھوٹ اور افتراء پر مشتمل ایک بڑا حصہ ہے اگر چہ اس حصہ میں بھی جواب دینے کے قابل کوئی چیز نہیں ہے۔ صرف اس کا جواب ایک جملہ میں یہی ہو سکتا ہے کہ یہ کتاب اول سے آخر تک جھوٹ اور افتراء کا مجموعہ ہے ، یہاں تک کہ جھوٹی سے جھوٹی روایتوں میں بھی ان چیزوں کا سراغ نہیں ملتا ہے۔ کیوں کہ پیغمبر اکرم حضرت رسول اسلامؐ کے بارے میں اس نے جو کچھ لکھا اور گڑھا ہےیہ ان حقائق کے خلاف ہے جن کا صد فیصد اعتراف خود دشمنوں نے بھی کیا۔

ضروری ہے کہ ہم اس مختصر سی تحریر میں پیغمبر اکرمؐ کی حقیقی شخصیت پر حتی المقدور روشنی ڈالیں تاکہ دشمن کا چہرہ سیاہ ہو اور جو نا آگاہ ہیں وہ آگاہ ہو جائیں۔

حضرت محمد مصطفیؐ

ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفیؐ کی سوانح عمری کا سرسری جائزہ لینے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ اگر آنحضرت کی شخصیت سے نبوت و رسالت کو جدا کر کے دیکھیں وہ بھی غیروں کی نظروں سے تب بھی آپ کی شخصیت تاریخ بشریت میں بے نظیر رہے گی کیوں کہ آپ جیسے صاحب عقل و خرد کو نہ چشم فلک نے کبھی دیکھا ہے اور نہ دیکھے گا۔

اور یہ اللہ کی کتاب قرآن مجید جو علم و حکمت سے پر اور حقیقت و حقانیت کا بیان کرنے والی ہے جس میں کسی اعتبار سے بھی کوئی تضاد، تناقض اور کوئی کمی نہیں ہے جبکہ قرآن اور اسلام کے دشمن اور مخالف، آغاز نزول سے لے کر اب تک اس کتاب میں کمی نکالنے کی بے پناہ کوشش کر کے تھک چکے مگر وہ اپنے مقصد میں نہ کامیاب ہوئے اور نہ ہو سکیں گے اس میں معانی و مفاہیم کے اعتبار سے بھی بالخصوص فلسفی، حقوقی، علمی، اجتماعی، سیاسی، اخلاقی اور دیگر اعتبارات سے کمی نکالنا تو بہت دور کی بات ہے لغت ، ادب، فصاحت اور بلاغت کے اعتبار سے بھی اس میں کوئی کمی نکال نہ سکے۔ اور یہ کتاب ان تمام پہلوؤں کے اعتبار سے آج بھی دشمنوں کی مختلف سازشوں اور عیب جو افراد کی لاکھوں کوششوں کے با وجود اس پیشرفتہ دنیامیں امام اور ہادی کی حیثیت سے باقی ہے اور باقی رہے گی۔

قرآن کریم کا یہ ثبات، یگانگت اور ہر طرح کے عیب سے پاک و پاکیزہ ہونا مسلم ہے جبکہ دوست اور دشمن اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ آنحضرت کی زندگی ایسے ماحول میں گذری ہے جہاں جہالت، شدت پسندی ، بے رحمی ،بے سرو سامانی اور بے ہودگی کا دور دورہ تھا اس کے با وجود بھی آپ نے زمانے کے اس رنگ کو خود پر چڑھنے نہ دیا اور نہ کسی مدرسہ و مکتب کا منہ دیکھا اور نہ کسی استاد کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا ان تمام اوصاف کے باوجوداس کتاب کا ہر عیب سے منزہ ہونا اور ہر شک و شبہ سے محفوظ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کتاب، کتاب ربانی ہے اور اس کی آیات، آیات رحمانی ہیں۔ شیطان تو بہت دور کی انسان سے بھی ایسی کتاب کا وجود میں آنا محال ہے؛ "أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا" (ترجمہ)۔

اگر کوئی شخص ماہر اساتذہ کے آگے زانوئے ادب کو تہہ کرتا تب بھی وہ قرآن کی طرح گفتگو نہیں کر سکتا کیوں کہ اس میں تمام پوشیدہ حقائق ، سر بستہ اسرار ، دنیا کے ہر پیچ و خم اور ہر ظاہر و باطن سے متعلق گفتگو ہوئی ہے اور اس میں لوگوں کے لئے

تمام بند دروازوں کو کھول دیا گیا ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے دانشور اور مختلف علوم کے ماہرین قرآن کریم کے بلند وبالامفاہیم اور حقائق کا ادراک کرنے سے عاجز ہیں چہ جا ئیکہ کہ قرآن جیسی گفتگو کرے یا اس کے برابر کھڑ ا ہو سکے۔

ایسی با عظمت کتاب، قرآن مجید جو تمام دانشمندوں اور پرہیز گاروں کے کلام سے برتر و بالا ہے کیسے ممکن ہے کہ اسے "شیطانی آیات" کا نام دیا جائے! اور اس کتاب کے پیغمبر کو "ماہوند" یعنی شیطان کے نام سے موسوم کیا جائے؟ یا یوں کہا جائے کہ اس کتا ب میں الفاظ بطور متناقض جا بجا ہوئے ہیں "رحمانی آیات" کو "شیطانی آیات" اور "شیطانی آیات" کو "رحمانی آیات" کا نام دے دیا گیا ہے۔

میں نے اپنی پوری تالیف و تصنیف کی زندگی میں تاریخ کی مختلف کتابوں کی ورق گردانی کرنےکے باوجود رسول اسلامؐ کی شان میں ایسی گستاخی، جھوٹ، افتراء اور بے ہودگی کسی غیر مسلم متعصب دشمن سے بھی نہیں دیکھی گئی ہے یہ تو بیسوی صدی کا تحفہ ہے کہ استعمار کے تمام افتراء پرداز، مکار اور کذاب یکجا جمع ہو کر جو خود ہی ہر طرح کی برائیوں سے آلودہ ہیں وہ متقی اور پرہیز گاروں کے سرور و سالار پر برائیوں کی تہمت لگا رہے ہیں بالفا ظ دیگر دا غدار افراد چاند پر دھبہ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں

"محمد" کا نام تمام آسمانی کتابوں میں اسی نام سے اور "احمد" نام سے آیا ہے جس میں آپ کے اخلاق و اوصاف کو دنیا کے تمام نیک افراد کے اخلاق و اوصاف سے بلند و بر تر ہونے کے اعتبار سے یاد کیا گیا ہے۔ حتی وہ اغیار جو آپ کی رسالت پر ایمان نہیں رکھتے انہوں نے بھی آپ کی مدح و ستائش کی ہے مگر ہم یہاں دیکھتے ہیں کہ ایسے با فضیلت انسان کو "ماہوند" یعنی شیطان کا نام دیا گیا ہے ایسا کیوں؟ اور کس لئے؟ اس کی کوئی توجیہ نہیں ہو سکتی سوائے اس کے کہ اس کتاب کےمصنف نے دنیا کے تمام مشرق و مغرب کے شیطانوں شاگردی اختیار کر کے علمدار حق و عدالت اور مبین راہ ہدایت کو لوگوں کی نظر میں اس قدر معیوب ا و رقابل نفرت بنانے کی کو شش ہےکی کہ آپ کی دعوت اسلام کا جو خطرہ دشمنوں کے سروں پر منڈلا رہا تھا وہ کسی حد تک کم ہو جائے یقیناً رسول کی رسالت ان تمام شیطانوں کے لئے خطرہ ہے جو صف بستہ ایک ہو کر کھڑے ہوئے ہیں۔ "شیطانی آیات" کے ذریعہ دشمن چاہتا ہے کہ آخری رسالت الہیہ کا مقابلہ کرے اور اس کے اثر کوختم کر دے۔

ماضی میں بھی استعمار کے قلم سے قرآن کریم کی رد میں کتابیں سامنے آئی تھیں مگر ان کتابوں میں برہان و استدلال سے رد کرنے کی کوشش کی گئی لہذا انہیں ان کتابوں کا جواب بھی اسی طرح دیا گیا لہذا وہ کتابیں تاریخ کے کوڑے دان کی نذر ہو گئیں جیسے "میزان الحق" ڈاکٹر فندر آلمانی کی، "ینابیع الاسلام" عند المسیح کی اور "کتاب الہدایۃ" امریکن مسیح گروہ کی اور دیگر۔ اب بھی چودہ کتاب استاد حداد بیروتی کی موجود ہیں جن میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی کہ قرآن "کتب مقدسہ" کا عربی ترجمہ ہے اور ان چودہ کتابوں کے مصنف کا یہ اعتراف خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ قرآن میں کوئی نقص اور کمی نکال نہ سکے چونکہ ان کا یہ ماننا ہے کہ قرآن "کتاب المقدس" کا عربی نسخہ ہے۔ صرف اتنی تہمت لگا سکا کہ یہ کتاب در اصل گذشتہ آسمانی کتابوں کا عربی ترجمہ ہے۔

ہم نے اپنی چار کتاب "بشارت عہدین" (فارسی)، "رسول الاسلام فی الکتب السماویہ"، "عقائدنا" اور "المقارنات العلمیہ و الکتابیہ بین الکتاب السماویہ" (عربی) میں خصوصی طور پر تیس جلدی تفسیر الفرقان میں تمام اعتراضات کا بسط و تفصیل کے ساتھ جواب دیا ہے۔ جو کچھ انہوں نے اعتراض کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کرنے کا امکان اور احتمال ہے ان تمام باتوں کا ہم نے جواب دے دیا ہے۔

مگر یہ کتاب "شیطانی آیات" سوائے افتراء، تہمت، جھوٹ اور حقائق کے الٹ پھیر کے علاوہ کچھ نہیں ہے جو اس کا جواب دیا جائے لہذا ہم یہاں پر ان موضوعات کی تحقیق اور چھان بین کر نےپر مجبور ہیں جنہیں اس نے اپنی ناپاکاور گندی ذہنیت کا نشانہ بنایا ہے۔

وحی

سلمان رشدی کےبقول شیطان کہتا ہے : "جبرئیل کو حکم ملا کہ ہوا میں اڑو اور پڑھو---" لیکن قرآن کہتا ہے "اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ" اس آیت میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ قرآن پڑھنے کا حکم جبرئیل کو نہیں دیا گیا بلکہ جبرئیل کے واسطہ سے حضرت محمد مصطفیؐ کو دیا گیا کہ پڑھو---

شیطان کہتا ہے کہ جبرئیل نے بطور راز یہ بات کہی کہ جب میں بچہ تھا تو بہت خوبصورت اور دیدہ زیب تھا جو میری ماں تھی وہ مجھے فرشتہ کہہ کر پکارتی تھی اس کے فرشتہ کہہ کر پکارنے سے میرے فرشتہ ہونے کا افسانہ سامنے آیا۔

لیکن قرآن کہتا ہے: "نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ " (ترجمہ)

جو بھی جبرئیل کو جانتے ہیں چاہے وہ مسلمان ہو نیا نہ ہوں حامل وحی کوفرشتہ کی حیثیت سے ہی پہچانتے ہیں اور وہ لوگ جو وحی اورسالت کے منکر ہیں وہ جبرئیل کو نہ اچھائی سے یاد کرتے ہیں نہ ہی برائی سے؛ کیوں کہ جبرئیل کا وجود اہل کفر اور اہل ایمان کے عقیدہ کے اعتبار سے یا نہیں ہے یا ہے تو پھر سید الملائکہ امین وحی الہی کی حیثیت سے ہے اور بس۔

مگر اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ بشر ی خصوصیات اور خیالات کو کہانی کی شکل میں گڑھ کر سید الملائکہ امین وحی کی طرف نسبت دی جائے؟ سوائے اس کے اس کا کچھ اور مطلب نہیں ہو سکتا کہ ایک طرف وحی کی عظمت اور اہمیت کو کم کیا جائے تو دوسری طرف الہی وحی کو شیطانی وحی کا نام دیا جائے۔ "ظلمات بعضها فوق بعض---"

رشدی عصر حاضر کا شیطان ہے جو تمام شیطانوں کی نما ئیندگی گی کرتے ہوئے حضرت جبرئیل سے متعلق یوں جھوٹی کہانی گڑھ رہا ہے۔

---- میرے جوتے جاپانی ہیں اور میری شلوار برطانوی ہے اور میرے سر پر سرخ ٹوپی روسی ہے اور میرا دل ہندوستانی ہے---

اس طرح کی نا رواباتوں کی نسبت جس طرح وہ خود ہے اور اس کی طرح کے جو ہیں جبرئیل کے بجائے خودان کی طرف دی جا سکتی ہے اور پھر شیطانی وحی کی

کہانی جو خود ان کی گڑھی ہوئی ہےکوجبرئیل کا نام دے کر ماہوند (شیطان) پر نازل کیا جا رہا ہے ایسی ہی بے ہودہ باتوں اور ناروا تہمتوں سے یہ پانچ سو ستر صفحے کی کتاب بھری ہوئی ہے۔ جن کا نقل کرنا بھی باعث شرم و ندامت ہے کیوں کہ ان بے ہودہ اور بے شرم تہمتوں کی نقل بھی بے ہودگی اور بے شرمی ہے۔

عصر حاضر کے شیطان سلمان رشدی کی جبرئیل سے متعلق یہ تحریر کردہ باتیں ایسی ہی ہیں، جس کا حوالہ کسی شیطان کے پاس بھی نہیں ہے۔

لیکن خداوند کریم جبرئیل سے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرماتاہے: "قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ"[۳] ترجمہ: اے رسول کہہ دیجئے اس سے جو بھی جبرئیل کا دشمن ہے یہ وہی ہے جس نے اللہ کے حکم سے آپ کے قلب پر قرآن اتارا ہے۔ اور اللہ نے مختلف ناموں سے جیسے "روح القدس"، "روح الامین"، "الروح"، "روح منہ" اور "روحنا" کے ساتھ حامل روح اور خود اپنی روح کے عنوان سے اور الہی رسالت کی وحی پہونچانے والے مخصوص ملک کے اعتبار سے جبرئیل کا تعارف کروایا ہے۔

اسی طرح حاضر کا شیطان یہ سلمان رشدی جناب سلمان کو کاتبان وحی میں شمار کرتا ہے جبکہ تاریخ گواہ ہے کہ ایسا نہیں ہوا ہے اور لکھتا ہے کہ "شیطان کا کہنا ہے: "جب سلمان پیغمبر اکرمؐ کے پائیتیں بیٹھے ہوئے قوانین کو لکھتے تھے تو اس وقت رسول کی نظروں سے خود کوبچا کر آہستہ سے مطالب کو رد و بدل کر دیتے تھے سب سے پہلے بے اہمیت چیزوں کی تعبیر سے کیا۔ اگر "ماہوند" کسی آیت کو بیان کرتا تھا جس میں خدا کو ہر چیز کا عالم اور واقف کہہ کر خطاب کیا گیا ہو تو خدا کو ہر چیز کا عالم و دانا کہہ کر لکھتا تھا۔ اہم یہ ہے کہ ان چیزوں کی طرف "ماہوند" کی توجہ نہ تھی در اصل یہ میں تھا جو بجائے سلمان اس کتاب کو لکھتا تھا۔ اور اللہ کے کلام پاک کو اپنی ناپاک زبان سے نجس و آلودہ کرتا تھا اگر میرے کلمات، خدا کی فرستادہ وحی سے الگ نہیں اور ان کا آپس میں تمیز کرنا بھی ممکن نہیں ہے تو پھر اس کا مطلب کیا ہے؟ اور پھر کون نظم و نسق الہی اور آسمان سے متعلق بول سکتا ہے؟"

اور اس طرح سلمان فارسی کلمات پیغمبر میں رد و بدل کر دیتے تھے اور یہ رد و بدل اور تغییرات روز بروز زیادہ ہوتے گئے جس وقت سلمان ان تبدیل شدہ آیات رسول کو سناتے تو آپ ان تبدیلیوں کی جانب متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ (نعوذ باللہ)

۳۔ بقرہ / ۹۷ ۔

بقول اس کے، سلمان کہتے تھے: "اس نے کہا نصارا تو میں یہودی لکھتا تھا۔۔ میں جانتا تھا روز بروز میں سقوط کر رہا ہوں مگر وہ بھی میرے ساتھ سقوط کرتے تھے۔۔۔" (نعوذ باللہ)

مگر قرآن کہتا ہے: "سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ"؛ ترجمہ

"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ"؛ ترجمہ

وہ پیغمبر جسے اللہ نے ایسا حافظہ عطا کیا کہ کبھی وحی کے الفاظ فراموش نہیں کر سکتے اور قرآن کو جس نے اپنے حافظہ میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا ہو جیسا کہ خود قرآن کا اعلان ہے: "وَمَا كُنتَ تَتْلُو مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ" ترجمہ۔۔

ایسا پیغمبر کس طرح ممکن ہے کہ جو کچھ اسے کہا گیا ہواسے فراموش کر دے؟ اور وحی الہی کس طرح ممکن ہے کہ تحریف کا شکار ہو جائے؟ وہ بھی سلمان فارسی کے ہاتھوں جو معمولی عربی سے بھی نا آگاہ تھے اور انہوں نے کبھی بھی وحی کی کتابت کے لئے قلم نہیں اٹھایا تھا۔ اگر کتابت وحی کا کام انجام بھی دیا ہو تو یہ کیسے ممکن ہے کہ جو ایمان کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو ان کے ذہن میں وحی سے متعلق ایسی خیانت کا خیال بھی آئے۔ اسی تحریر میں سب سے بڑ ا جھوٹ اور افتراء یہ ہے کہ جناب سلمان کو کاتب وحی قرار دیا ہے جبکہ وحی سے خیانت کرنے کی بات تو بہت دور وہ کبھی بھی کاتب وحی تھے نہیں۔

جناب سلمان سے متعلق وحی میں خیانت کی تہمت وہ بھی اس شخص سے متعلق جس کا زہد و اخلاص زباں زد خاص و عام ہے جس کے لئے پیغمبر اکرمؐ نے یہ فرمایا: "سلمان منا اہل البیت"؛ سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے؛ "ولا تقولوا سلمان الفارسی قولوا سلمان المحمدی"؛ تم لوگ انہیں سلمان فارسی نہ کہو سلمان محمدی کہا کرو۔

اگر وحی کے الفاظ کاتبان وحی کے ہاتھوں تحریف کے شکار ہوتے تو نتیجہ میں کئی ایک مختلف اور متضاد قرآن عالم اسلام میں روز بروز نشر ہوتے رہتے ہیں۔ اسلام اور قرآن کے دشمنوں کو قرآن میں موجود آیات کے معانی او رمفاہیم میں شک و شبہ ایجاد کرنا تو بہت دور حتی اس کے اعراب، نقطے اور آیات کے تقدم و تاخرسے متعلق بھی کوئی معقول اور خاموش کرنے والا اعتراض نہ کر سکے۔ یہ قرآن کے استحکام اور اس کے شکست نا پذیر ہونے کی روشن دلیل ہے۔ یہ ایسا دریائے علم و حکمت ہے جس میں دنیا کے تمام دانشور غرق حیرت ہیں۔ لہذا جب دیکھا کہ قرآن سے مقابلہ ممکن نہیں

ہے تو آخری حربہ یہ استعمال کیا کہ جھوٹ کا سہارا لے کر من گڑھت قصے اور کہانیوں کے ذریعہ اپنے جیسے کچھ بیوقوفوں کو دھوکہ د ینے کی کوشش کی ۔

یہ جھوٹ اور افتراء کہاں تک؟ اور تمام حقیقتوں کو دگر گون اور جا بجا کرتے ہوئے رسول اسلام کی پاک و پاکیزہ شخصیت کا اس طرح مزاق اڑانے کا سلسلہ کب تک؟

ادھر اس جھوٹے سلمان (رشدی) کی جرات دیکھئے کہ سلمان صادق (محمدی) کے بارے میں کہتا ہے کہ "جناب سلمان اپنی جان کے خوف سے یثرب سے دوبارہ شہر جاہلیت یعنی مکہ کی طرف کوچ کر گئے"۔ سوال یہ ہے کہ کیا سلمان فارسی مکہ کے رہنے والے تھے جو یثرب سے لوٹ کر دوبارہ مکہ کی طرف کوچ کرگئے؟ در حالیکہ سلمان فارسی نے زندگی میں ایک مرتبہ مکہ کا سفر کیا وہ بھی حجۃ الوداع کے موقعہ پر حاجیوں کی بھیڑ میں۔ وہ فارس کے رہنے والے تھے جو حقیقت کی جستجو میں مدینہ تک آ پہونچے پھر حق سے آشنائی کے بعد علم و آگاہی کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے روز بروز ان کے علم و ایمان میں اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ وہ سلمان محمدی کہلائے۔

سلمان رشدی بے رشد و ہدایت نے جناب سلمان محمدی رشید کو اپنی جگہ قرار دے کر ہر طرح کی کذب بیانی ا و رافترا پردازی کو ان کے سر باندھ دیا اور اسی طرح حضرت جبرئیل امین کو بھی اپنے جیسا سمجھتے ہوئے انہیں جبرئیل الٰہی کے بجاے جبرئیل شیطان بنا کر ایک شیطانی خیالی قصہ بنا لیا۔ خلاصہ یہ کہ سلمان رشدی نے اپنی شیطنت کو دوسروں کا نام دے کر اپنی حقیقت کو پہچنوا دیا ۔

بہر حال وحی پر اس طرح کا کذب و افتراء اور ایسا ناروا الزام لگانا یہ کافروں کی وہ جھوٹی سازش ہے جس کے بارے میں خود قرآن کا اعلان ہے: "يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ"؛ ان کا کہنا ہے کہ وہ بشر ہی ہے جس نے انہیں قرآن سکھایا۔ پھر اللہ ان کے جواب میں فرماتا ہے: "لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ" ترجمہ---

جبکہ جس پر تہمت لگائی گئی اس کی زبان عجمی یعنی غیر عربی ہے اور وہ سلمان ہے اور ان کی زبان فارسی ہے جبکہ قرآن کریم کی زبان فصیح و بلیغ عربی ہے جس کی زبان فارسی ہو اس سے کیسے ممکن ہے کہ وہ ایسا قرآن پیش کرے جو اس قدر فصیح و بلیغ زبان میں ہو کہ ادب اور بیان کے اعتبار سے بھی اعجاز اخری بلندی پر فائز ہے۔ اور یہ بات کس قدر مضحکہ خیز ہے کہ جناب سلمان کاتب وحی کی حیثیت سے ان تحریف شدہ غلط آیات کی تلاوت بھی کرتےتھے اور اس سے زیادہ حیرت انگیز بات

یہ ہے کہ معلم قرآن رسول اسلامؐ ان غلطیوں کو غلط سنتے تھے یعنی ان کو غلطیاں نظر نہیں آتی تھیں۔

اور پھر شیطان کہتا تھا "ماہوند" (شیطان) نےشہر جاہلیت (مکہ) کی فتح کے بعد کعبہ میں موجود ایک سو ساٹھ بتوں کو توڑا ہے --- پھر وہاں کے لوگوں نے گروہ در گروہ "ماہوند" کے سامنے سر تسلیم خم کرتے رہے اس مقام پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ سب حاضر ہوئے سوائے سلمان کے، خالد نے سلمان کی تلاش میں پورے شہر کو چھان مارا --- یہاں تک کہ پیغمبر سلمان کی موت کا حکم دیتے ہیں اورناگہاں کلمہ لا الہ الا اللہ کی صدا بلند ہو جاتی ہے۔

بالآخر خوشی کی بات صرف یہ تھی کہ اس موقعہ پر "بعل"(بت کعبہ) کے عنوان سے شناخت کروائی جانے والی تھی جو نہیں ہوئی اس طرح سلمان بھی موت سے نجات پا گئے۔

تعجب خیز بات یہ ہے کہ اولاً: "بعل" کا شمار خانہ کعبہ میں توڑے گئے تین سو ساٹھ بتوں میں ہوتا ہے نہ کہ ایک سو ساٹھ بتوں میں، ثانیاً: اس موقعہ کیا ضرورت تھی کہ آپ ان کا یوں تعارف فرماتے پھر وہی سلمان جو معاذ اللہ کا تب وحی ہیں کس طرح صف اول کے مسلمانوں میں شمار ہوتے ہوئے رسول اکرمؐ کے مورد اعتماد قرار پائے۔

اس سلمان رشدی نے نہ صرف جناب سلمان پر غداری کا الزام لگا یا ہےبلکہ جبرئیل کو بھی ارسال وحی کے وقت جھوٹ اور من گڑھت باتوں کا اضافہ کرنے والا قرار دیا ہےاور خود بھی وحی کے بارے میں یوں گستاخی کرتا نظر آتا ہے:

"پئے در پئے وحی کے نزول اور اس کے ذریعہ مسلسل احکام جاری ہونے سے امت پر ایک عجیب وحشت ناک حالت طاری ہو گئی آخر یہ کیسی وحی ہے اور یہ کیسا پیغام ہے جس نے ہماری زندگی دوبھر کر دی ہےکیسے کھانا ہے بیت الخلاء کس طرح جانا کس طرح پاک کرنا ہے جنسی تعلقات کیسے قائم کرنا ہے لواط کیسے کرنا ہے وغیرہ وغیرہ"۔

یہ شیطان کا خیال خام ہے ورنہ قرآن کا یہ کہنا ہے: "وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنزِيلًا" ترجمہ---

اور یہ قرآن ہے جو اصول احکام کو متقن انداز میں بیان کرتا ہےجیسے زنا، لواط اور جنسی انحرافات کی حرمت کے بیان کی۔ قرآن اور سنت پیغمبر میں مکلفین کے لئے

عملی اور فکری اعتبار سے ہر ہر قدم پر رہنمائی کی گئی ہے تاکہ زندگی کا کوئی شعبہ تاریک نہ رہ جائے اب سوال یہ ہے کہ کیا انسان کے ہر شعبہ حیات میں اس طرح کی رہبری اور رہنمائی غلط ہے؟

قرآن مجید میں کئی آیتیں موجود ہیں جن میں لواط سمیت تمام جنسی انحرافات کو حرام قرار دیا گیا ہے اور مذمت کرتے ہوئے اس عمل کو شرک کے مانند قرار دیا گیا ہے اب ایسی صورت میں یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن نعوذ باللہ کیفیت لواط کا حکم دے؟ جبکہ قرآن ہی ہے جو آفتاب عالمتاب کی طرح اپنی نورانی شعاعوں سے ہر فکر و دل کو منور کئے ہوئے ہے۔ علم و عقل کی راہ پر ہمیشہ قرآن ہی نے رہنمائی کی ہے اور کرتا رہے گا۔ علم کی ترقی نے نہ صرف قرآن کے نور کو مد ہم ہونے نہ دیا بلکہ اس کی روشنی کو دو بالا کر دیا کیوں کہ اس کتاب کا نازل کرنے والا کل کائنات کا خالق ہے اور یہ کتاب، کتاب تخلیق و تکوین کے لکھنے والے کا نوشتہ ہے۔ لہٰذا اس میں سب کچھ موجود ہے دانشمندوں اور محققوں کی بے پناہ علمی کوششوں اور کاوشوں سے قرآن کے علم میں کمی نہیں آ ئی بلکہ حقائق اور روشن تر ہوتے چلے جائیں گے۔

ہاں اس کتاب قرآن کے رحمانی ہونے کی دلیل میں صرف یہی آیت کافی ہے"وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِن دَابَّةٍ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ"[٤] ؛ ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے زمین و آسمان کی خلقت اور ان کے اندر چلنے والے تمام جاندار ہیں اور وہ جب چاہے ان سب کو جمع کر نے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اس آیہ کریمہ میں تمام موجودات آسمان اور اسی طرح زمین کی تمام موجودات کا بھی ذ کر ہے جس میں انسان جیسی صاحب عقل مخلوق کا **ذ**کر بھی موجود ہے کہ خداوند کریم آنے والے نا معلوم وقت پر جن کو جمع کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

اور اسی طرح کئی ایک آیات کریمہ ہیں جن میں اس بات کا ذکر ہے کہ انسان کے سارے اعضا ،ر زمین اورفضا روز قیامت مکلفین کے اعمال و عقائد کی گواہی دیں گے: "يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوءٍ"[٥]؛ ترجمہ: اس دن کو یاد کرو جب ہر نفس اپنے نیک اور بد اعمال کو دیکھے گا۔

٤۔ شوری / ٢٩ ۔
٥۔ آل عمران / ٣٠ ۔

ایک آیہ کریمہ میں اس بات کا بھی اشارہ ہے کہ لوگوں کے پاس کوئی ایسی سیڑھی نہیں ہے جس کے ذریعہ وہ آسمان کی طرف بلند ی پر جا کر وحی کی باتوں کو سن سکے: "أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ"[٦]؛ ترجمہ: یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس کے ذریعہ آسمان کی باتیں سن لیا کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں کچھ آیات ایسی بھی ہیں جن میں زمین کے گیند کی طرح گول ہونے اور متحرک ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کیوں کہ قرآن کریم میں زمین کے ناموں میں سے ایک نام "راجفہ" بھی آیا ہے جس کے معنی گول اور متحرک ہونے کے ہیں۔

ایک اور آیت میں زمین کو کہکشاں میں تیز پرواز کرنے والا پرندہ کےطور پر شناخت کرائی گئی ہے جو اپنے اندر بسنے والے جاندار و غیر جاندار کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے: "أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا"[٧]؛ ترجمہ: کیا ہم نے زمین کو ایک جمع کرنے والا ظرف نہیں بنایا ہے جس میں زندہ اور مردہ سب کو جمع کریں گے۔

ان آیات رحمانی کو اور اس قسم کی دیگر آیات کریمہ کو ملاحظہ کیجئے کیا اس قسم کی آیات (نعوذ باللہ) شیطانی آیات ہو سکتی ہیں؟ جبکہ شیطان (بقلم رشدی) حقائق کے بیان میں صحیح ثابت نہ ہو سکا ایسی صورت میں کیسے ممکن ہے کہ وہ رحمان اور بندگان رحمان پر سبقت لے جائے؟

ہم جس قدر بھی آیات قرآنی میں غور و فکر کریں گے ہم پر یہ حقیقت واضح اور روشن ہوتی جائے گی کہ یہ آیات صرف اور صرف خدا ہی کی ہو سکتی ہیں حتی انسان سے بھی ممکن نہیں ہے کہ وہ ان کے مثل آیات کو لا سکے چاہے وہ انسان کتنا ہی صاحب علم و فہم ہو۔ چنانچہ خداوند کریم خود قرآن مجید کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے : "قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ"؛ اے رسول ان سے کہہ دو تمہارے اور میرے درمیان (وحی اور رسالت کا) گواہ اللہ ہے۔ کیوں کہ "آفتاب آمد دلیل آفتاب" یعنی سورج کا چمکنا خود سورج کے وجود پر دلیل ہے۔

قرآن کریم بھی ایک آفتاب عالمتاب ہے جو اپنے طلوع سے لے کر دنیا کے آخری انجام تک اپنی درخشاں کرنوں کے ذریعہ تمام دنیا کے افکار و قلوب پر تابندہ

٦۔ سورہ طور / ٣٨ ۔
٧۔ سورہ مرسلات / ٢٥ و ٢٦ ۔

اور ضو بار ہے۔ یہ سورج نہ کبھی غروب ہونے والا ہے ،بلکہ عقل و علم کی ترقی کے ساتھ ساتھ یہ بھی تابناک ہوتا چلا جا ئے گا۔ اہل فلسفہ کے لئے فلسفہ میں، عرفاء کے لئے عرفان میں، فقہاء کے لئے فقاہت میں اور اسی طرح تمام لوگوں کے لئے ہر شعبہ حیات میں یہ قرآن رہبر و پیشوا ہے۔ اور انہیں ہر قسم کی لغزشوں سے بچاتا ہوا ان کی فکری اور علمی ترقی کے سامان فراہم کرتا رہےگا ۔

چنانچہ خدا جس طرح اپنی خدائی میں کسی غیر کا محتاج نہیں ہے اسی طرح قرآن الہی بھی جہان اور اہل جہان کی رہبری کے لئے کسی دوسری کتاب کا محتاج نہیں ہے۔

ازواج پیغمبر اکرمؐ

یہاں پر ذکر اس بات کا ہے کہ ہمارے زمانے کے شیطان (سلمان رشدی) نے پیغمبر اکرم کی متعدد ازواج ہونے کو عنوان قرار دیتےہوئے آپ کے مقدس ،نورانی ، بابرکت او رحمت کے مرکزگھر کو معاذ اللہ آپ کا فاحشہ خانہ قرار دیا ہے اور جن برائیوں اور آلودگیوں میں خود گرفتار ہے اس کی نسبت ہمارے رسول پاک کی طرف دی ہے۔

اس تحریر میں پیغمبر اکرمؐ اور ان کے ازواج سے متعلق شیطان رشدی نے جن گستاخانہ تہمتوں کو ذکر کیا ہےہم ان کو نقل کرنے سے معذور ہیں حتی ان گستاخیوں اور بے ہودگیوں کا بھی کوئی جواب نہیں ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں مودبانہ تاریخی حقائق کو پیش کر دیں تاکہ حقائق واضح ہو جائیں اور جو جھوٹا ہے وہ رو سیاہ اور رسوا ہو۔

اس سلسلہ میں رسول اکرمؐ کی متعدد ازواج ہونے پر استعمار کے قلم نے بیہودگیوں کی انتہا کر دی۔ رسول پاک کو ایک بے مثل شہو ت پرست کہتے ہوئے لکھتا ہے کہ انہوں نے قانون کو روندتے ہوئے امت کو جنتی بیویوں کی اجازت دی گئی ہے اس سے تین گنا زیادہ اپنے لئےازواج مقرر کر لیا یہاں تک کہ اپنے لئے کسی عدد کا تعین بھی نہیں کیا۔

یہ سطحی اور کوتاہ نظر رکھنے والے، حقائق سے بے خبر اسلام کے دشمن تنکے کو پہاڑ بناتے ہوئے اپنے ذہن ناقص میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے رسول کے چہرہ کو مخدوش کر دیا لیکن اگر حقائق کا جائزہ لیتے ہوئے نگاہ حقیقت و بصیرت سے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ وہ رسول جن کے ذمہ عالمی رسالت کی عظیم ذمہ داری ہے جو صراط آپ کی ذات سے مخصوص ہے وہ ط فطری طور پر مکلف ہونے کے اعتبار سے بھی احکام الہی کا پابند ہوتے ہوئے بھی میدان اطاعت و عبادت میں دنیا کے تمام عابدوں اور زاہدوں سے بہت آگے ہیں اور ہم نے دیکھا کہ حضور ، حق کے ادائے احترام میں رات کے سناٹوں میں بھی طولانی نمازوں اور مناجات کو ادا کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ خود خدا کو یہ کہنا پڑا: "مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ"[۸]؛ ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نہیں نازل کیا ہے کہ آپ اپنے کو زحمت میں ڈال دیں۔

۸سورہ طہ / ۲ ۔

جب کہ نماز شب اور شب بیداریاں جہاں دیگر مسلمانوں کے لئے مستحب ہے وہیں پر یہ امور رسول کے لئے روزانہ کی نماز کی طرح واجب قرار دئیے گئے ہیں؛ "وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا"[9]؛ اور رات کے ایک حصہ میں قرآن کے ساتھ بیدار رہیں یہ آپ کے لئے اضافہ خیر ہے عنقریب آپ کا پروردگار اسی طرح آپ کو مقام محمود تک پہونچا دے گا۔ "قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا"[10]؛ رات کو قیام کرو مگر تھوڑا، "إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا"[11]؛ یقیناً آپ کے لئے دن میں بہت ساری مشغولیات ہیں۔

رات بھر مسلسل اس قیام و قعود کے بعد ہی ممکن ہے کہ کوئی شہو ت او رجہالت کی دنیا میں غرق کیسے کسی دوسر ےکو نجات دلا سکے گا کیوں کہ دوسرو نکو تمام گمراہیوں سے وہی نجات دلا سکتا ہے جو شخص خود نجات کی بلند وبالا چوٹی پر فائز ہو۔

اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تقیہ اس کے شرائط کے ساتھ سب پر یہاں تک کہ اماموں پر بھی واجب ہے وہ پیغمبر اکرم ؐپر حرام ہے کیوں کہ ان کی سنت قرآن کے بعد دوسرا شریعت کا سر چشمہ ہے اور اسی طرح قرآن بھی تقیہ پذیر نہیں ہے۔

حضرت محمد مصطفیؐ بعنوان علمدار رسالت الہیہ ان لوگوں کے درمیان مبعوث ہوئے جو جہالت اور گمراہیوں کی انتہا کو پہونچے ہوئے تھے بات بات پر جھگڑا کرنا ان کی عادت تھی اور جنسی مشکلات کے بری طرح شکار تھے نیز دوسری جانب متعدد ازواج کے ساتھ عدالت کی رعایت کرنا ان کے لئے بہت مشکل تھا وہ بھی اسلامی عدالت کے مطابق جہاں ایک زوجہ کو ہی رکھنا بہت مشکل ہے پھر اس صورت میں تین یا چار بیویوں کے ساتھ عدالت کے ساتھ برتاؤ کرنا ان کے لئے اور ہی نا ممکن تھا۔

ان حالات میں ایک ہی وقت میں ۱۳/ بیویوں کے ساتھ تمام مراتب عدالت کی رعایت کرتے ہوئے زندگی بسر کرنا یہ خود پیغمبر اکرمؐ کے بالا ترین مرتبہ عدالت پر فائذ ہونے کی روشن نشانی اور دلیل ہے۔ وہ بھی ایسی عورتوں کے درمیان عدالت قا ئم کرنا جو سن و سال اور حسن و جمال کے اعتبار سے ایک دوسرے سے کافی مختلف رہی ہوں، بہت مشکل کام ہے۔ سب کے حقوق کا برابر سے خیال رکھنا اس طرح کہ کسی کو بھی کسی قسم کا شکوہ نہ ہو؟ یہ کوئی عام بات نہیں ہے۔ یہ بات کس طرح قابل تصور

۹سورہ اسراء / ۷۹ ۔
۱۰سورہ مزمل / ۲ ۔
۱۱۔ سورہ مزمل / ۷ ۔

ہے کہ عائشہ جو سن و سال کے اعتبار سے دیگر ازواج رسول بہت چھوٹی اور خوبصورت تھی جبکہ دیگر ازواج سن رسیدہ، دوسرے شوہروں کے ساتھ رہی ہوئی اور ان سے صاحب اولاد والی ہوں باوجود اس کے عائشہ اور دیگر ازواج کے درمیان اس طرح عدا لت کی رعا یت کی کہ عائشہ کی صدائے اعتراض بلند ہو گئی کہ آپ جوان اور بوڑھیوں کو برابر وقت دے رہے ہیں ۔

اگر عائشہ اور حفصہ کبھی اعتراض کرتے ہوئے شور و غوغا بھی کریں جیسا کہ ماریہ قبطیہ کے بارے میں ہوا تو وحی الہی کے ذریعہ ان کی سر زنش ہوئی: "إِن تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا"[۱۲]؛ اب تم دونوں توبہ کرو کہ تمہارے دلوں میں کجی پیدا ہو گئی ہے۔ ان دونوں کا شور شرابہ رسول اکرمؐ کی بے عدالتی نہیں ہے بلکہ صد فیصد عدالت کی رعایت کی بنیاد پر تھا۔

رسول اکرمؐ کی متعدد شادیوں کی متعدد وجوہات اور اسباب ہیں جن کا بیان مفصل ہے حتی اصل وجہ جائز طریقہ سے حصول شہوت بھی نہیں ہے۔ بلکہ اصل وجہ کسی کی سر پرستی کرنا تو کسی کو احساس غربت سے باہر نکالنا تو کسی کے لئے زمانہ جاہلیت کے اصولوں کو توڑنا اور راہ خدا میں جہاد کی تشویق دلانا ہے ۔

ہم ہرگز اس بات کے دعوے دار نہیں ہیں کہ رسول اسلامؐ بالکل جنسی شہوت کے مالک نہیں تھے بلکہ ہمارا ادعا یہ ہے کہ رسول اکرمؐ کی متعدد بیویوں ہونے کی وجہ ہرگز جنسی شہوت نہیں ہے بلکہ اس وسیلہ سے آپ نے رسالت کے عالی مقاصد کو عملی جامہ پہنایا ہے۔

ہم نے دیکھا ہے کہ آپ کی سب سے پہلی شادی ۲۵/ سال کی عمر میں ہوئی ہے جب کہ اس عمر میں ایک جوان جسمی لحاظ سے شہوت کے شباب پر ہوتا ہے مگر آپ نےاس عمر میں ایک ایسی بی بی (خدیجہ) سے شادی فرمائی ہے جو عمر میں آپ سے کافی بڑی یعنی چالیس سال کی تھیں جو آپ سے پہلے دو شادیاں کر چکی تھیں اور چند بچوں کی ماں بھی تھیں۔ اس زمانہ میں رسول اسلام نے نہیں عائشہ جیسی کسی جوان اور باکرہ سے شادی کر نے کی کوشش نہیں کی جب کہ آپ خود بھی جوان اور خوبصورت تھے۔

۱۲۔ سورہ تحریم / ۴ ۔

یہ رسول اسلام کی ازدواجی زندگی کا آغاز تھا جو جنسی شہوت کے لحاظ سے بالکل پھیکا نظر آیا دوسری جانب حضرت خدیجہ بڑی ہونے کےباوجود بھی تبلیغ اسلام کے لئے بہت ہی موزوں اور اس وقت کی تمام عورتوں پر افضلیت رکھتی تھیں رسول کے ہمراہ رہتے ہوئے مکہ کی تمام مشکلوں اور صعوبتوں کو برداشت کرتی ہوئی ہمیشہ آپ کے ساتھ ساتھ رہیں، حتی پیغمبر اکرمؐ کو دلاسہ اور تسلی دیا کرتی تھیں۔

صرف حضرت خدیجہ جیسی بی بی ہی حضرت فاطمہ زہراؑ جیسی بیٹی کو تربیت دے سکتی تھی جو حضرت علیؑ جیسے کی ہمسر اور گیارہ اماموں کی ماں قرار پائی۔

رسول اسلامؐ نے ایسی با عظمت بی بی کے ساتھ ۲۸ / سال زندگی بسر کی جس میں ۱۵/ سال بعثت سے پہلے اور ۱۳/ سال بعثت کے بعد اور اس با عظمت بی بی کے انتقال کے ایک سال بعد آپ نے مدینہ میں دوسری شادی کی وہ بھی کسی باکرہ لڑکی سے نہیں جب کہ آپ مدینہ میں اسلامی حکومت تشکیل دے چکے تھے اور مدینہ کی کسی بھی خوبصورت لڑکی سے شادی کر سکتے تھے مگر آپ نے مدینہ میں وفات حضرت خدیجہ کے بعد جو پہلی شادی کی وہ بھی سودہ بنت زمعہ سے جو سکران بن عمر کی زوجہ رہ چکی تھی سکران بن عمر مہاجرین حبشہ سے تھا مگر وہ مرتد ہو چکا تھا شوہر کے ارتداد کے نتیجہ میں زوجہ بھی ارتداد کا شکار ہو سکتی تھی ان حالات میں پیغمبر اکرمؐ نے مدینہ میں اس سے شادی کر کے اس کو مرتد ہونے سے بچا لیا اور اسلام پر باقی رکھا بلکہ اس کو ہمسر نبی ہونے کے شرف سے نوازا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے؛ جو عورت کل مرتد کی زوجہ تھی آج وہ پیغمبر اکرمؐ کی ہمسر و ہمدم بن گئی۔

اس کے علاوہ سودہ اسرائیلی اسیروں میں سے تھی پیغمبرؐ نے اسے اسیری سے آزادی دلا کر پہلے سکران بن عمر سے عقد کیا پھر اس کے ارتداد کے بعد خود اپنے حبالہ عقد میں لے لیا۔ اس کو اسیروں سے آزاد کر کے بنی اسرائیل کی شر پسندی پر لگام لگانے کی کوشش کی اور پیغمبر اکرمؐ نے اس امر کے ذریعہ انہیں اسلام کی دعوت بھی دی تاکہ وہ ہدایت پا سکے۔

ہم نے دیکھا ہے کہ پیغمبر اکرم ؐ نے اس عقد کے ذریعہ اپنے خارجی یعنی بیرونی رابطوں کو محکم اور مضبوط کیا اور یہ عورت جو پہلے یہودی تھی مگر پیغمبر ؐ کے ہاتھوں آزاد ہو کر اسلام قبول کرنے کے بعد حبشہ کے مہاجر سے عقد کرتی ہے لیکن اپنے شوہر کے مرتد ہو جانے کے بعد بہت ممکن تھا کہ وہ بھی اسلام سے بر گشتہ ہو جاتی اور دوبارہ اپنے سابقہ مذہب پر لوٹ جاتی ان حالات میں پیغمبر اکرمؐ نے اس سے

عقد کر کے اس کو اسلام سے اور بھی نزدیک کر دیا اور اس عمل کے نتیجہ میں اس کا اسرائیلی خاندان بھی اسلام سے مانوس اور قریب ہوتا گیا۔

اگر یہ کہا جائے کہ مکہ کے مشکل حالات کی بنا پر پیغمبر اکرمؐ حضرت خدیجہ جیسی خود سے ۱۵/ سال بڑی عمر کی عورت سے شادی کرنے پر مجبور ہو گئے تو مدینہ آنے کے بعد تو رسول کسی جوان باکرہ لڑکی سے عقد کر کے پر سکون زندگی بسر کر سکتے تھے مگر رسول اکرمؐ نے عام لوگوں کے بر خلاف ایک اور اسی طرح کا عقد کر کے یہ ثا بت کر دیا کہ یہ عقد کسی جنسی خواہش کی بنا پر نہیں ہوا ہے۔

تیسرا عقد جو کمسن عمر کی باکرہ سے پہلا اور آخری عقد تھا یعنی عائشہ بنت ابو بکر سے۔ تاکہ ابو ابکر کو ہر فتنہ و فساد سے روکے رکھیں ۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس کم عمر زوجہ کے ہوتے ہوئے بھی بڑی عمر والی زوجہ کے ساتھ کمال عدالت کی رعایت کرتے ہوئے دنیا والوں کو یہ سمجھا دیا کہ دیکھو پیغمبر اکرمؐ کی عدالت کس مرحلہ اعجاز پر فائز ہے اگر اس عقد کرنے میں صرف یہی مصلحت تھی تو بھی کافی ہے تاکہ دنیا رسول کی عدالت کو جان سکے۔

پھر اس کے بعد رسول اسلام نے ایک اور سن رسیدہ بی بی ام سلمہ سے عقد کیا جو خود انہیں کے چچا زاد بھائی عبد اللہ ابو سلمہ کی زوجہ تھیں اور یہ شخص حبشہ کا پہلا مہاجر تھا۔ ام سلمہ ایک زاہدہ اور پرہیز گار بی بی تھی اور ان کے چند یتیم بچے بھی تھے جن کی کفالت کی ذمہ داری ام سلمہ پر تھی۔

اب ذرا سوچئے کون مرد ہوگا جو بےشمار جوان اور باکرہ لڑکیوں کے ہوتے ہوئے سن رسیدہ اور چند بچوں کی ماں سے شادی کرےگا؟ یہ رؤوف و رحیم پیغمبر ہی تھے جنہوں نے دو اہم وجہوں کی بنا پر شادی کی جس کی ایک وجہ اس بی بی کا تقوی و تقدس اور دوسری وجہ اس کے یتیم بچوں کی سر پرستی کی ضرورت۔ ان دو وجہوں کی بنا پر رسول اکرمؐ نے ان دو بیواؤں کو عائشہ کے برابر قرار دے دیا اور اسی سال حفصہ بنت عمر سے بھی ازدواج کیا جس کا شوہر جنگ بدر میں مارا گیا تھا۔ اور یہ شادی بھی بغیر کسی علت کے نہیں تھی اس شادی کی اہم وجہ شہیدوں کی بیواؤں کی عزت افزائی اور ان کی پشت پناہی تھی کیوں کہ کوئی بھی عورت اپنے شوہر کو یہ سوچ کر جنگ میں شرکت سے نہ روکے کہ کہیں شوہر کے مارے جانے کے بعد میں بے سرو سامان نہہو جاؤں ۔ ان کے علاوہ یہ بھی ایک وجہ رہی ہو کہ عمر کو اس کے فتنہ و فساد سے بچائے رکھے۔

اس ازدواج کے بعد رسول اکرمؐ نے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش سے بحکم الٰہی عقد فرمایا۔ پہلے تو پیغمبر اکرمؐ نے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش کی شادی اپنے منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ سے کی۔ زید ایک سیاہ فام زر خرید غلام تھے۔ مگر ایمان لے آنے کی بنا پر رسول نے ان کو اپنا بیٹا بنایا۔ پھر اونچے خاندان سے تعلق رکھنے والی اپنی پھوپھی زاد بہن جو زید کے مقابلہ میں خوبصورت بھی تھی سے عقد کیا تاکہ دنیا پر یہ ثابت کر دے کہ ایمان کے سامنے خاندانی جاہ و حشم بے معنی ہے۔ مگر اس عقد کے بندھن کے ٹوٹ جانے کے بعد زمان جاہلیت کی رسم کو توڑنے کی غرض سے بحکم الٰہی خود رسول نے شادی کی کیوں کہ زمانہ جاہلیت میں منہ بولے بیٹے کی مطلقہ زوجہ سے شادی کرنا حرام سمجھا جاتا تھا۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ زینب بنت جحش کے سامنے جب پیغمبر اکرمؐ نے شادی کی بات رکھی تو زینب نے سمجھا پیغمبر خود اپنے لئے چاہ رہے ہیں لہذا خوشی کے ساتھ اس پیش کش کو قبول کر لیا تھا لیکن جب بعد میں پتہ چلا کہ رسول اپنے لئے نہیں بلکہ کسی اور کا رشتہ لے کر آئے تھےتو وہ تردد میں پڑ گئی مگر جب وحی ا لہی کے ذریعہ سر زنش ہوئی تو سر تسلیم خم کرنا پڑا: "وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا"[۱۳] ؛ ترجمہ: اور کسی مومن مرد یا عورت کو اختیار نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کسی امر کے بارے میں فیصلہ کر دیں تو وہ بھی اپنے امر کے بارے میں صاحب اختیار بن جائے اور جو خدا اور اس کے رسول کی نا فرمانی کرے گا وہ بڑی کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہوگا۔

اس عقد کے بعد زید اور زینب کے درمیان جو اختلافات پیدا ہوئے اس کی بنا پر بات طلاق تک پہونچی طلاق کے بعد پیغمبر اکرمؐ کو حکم ہوا تو آپ نے زینب سے بحکم رب عقد فرمایا۔ اب یہاں پر سوال یہ ہے کہ اگر پیغمبر اکرمؐ کی شادی زینب سے جنسی خواہش کی بنا پر ہوتی تو رسول زید بن حارثہ سے پہلے خود ہی شادی کر لیتے کیوں کہ خود زینب نے بھی رسول کی جانب سے ہوئی خواستگاری کو یہ سمجھ بیٹھی تھی کہ خود رسول اپنے لئے چاہ رہے ہیں، لہذا زینب رسول کی زوجہ بننے کے لئے خوشی خوشی راضی ہو گئی تھی اور رسول کے لئے یہ بہترین موقعہ تھا زینب بنت جحش سے شادی کرنے کا مگر آپ نے ایسا نہیں کیا بلکہ زید کے طلاق دینے کے بعد بحکم رب زینب سے عقد فرمایا۔

۱۳۔ سورہ احزاب / ۳٦ ۔

ہاں آپ غور کریں اس عقد کی وجہ جنسی تمائل نہیں بلکہ خاندانی اونچ نیچ کو ختم کر کے ایمان اور تقوی کو معیار قررا دینا اور زمان جاہلیت کی فرسودہ رسم، منہ بولے بیٹے کی مطقلہ زوجہ سے عقد کو حرام سمجھنے کو کالعدم قرار دینا تھا۔ جو صرف کہنے سے ختم نہیں ہو سکتی تھی بلکہ اس فرسودہ رسم کو ختم کرنے کے لئے عملی اقدا م کی ضرورت تھی اس کے لئے خود رسول اکرمؐ کو بنفس نفیس میدان میں آنے کی ضرورت تھی اور بے جا مخالفتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اس رسم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر کے دیگر مومنین کے لئے راہ ہموار کرنا ضرور ی تھا۔

"---- فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا"[١٤]۔

--- پس جب زید نے اپنی حاجت پوری کر لی تو ہم نے اس عورت کا عقد تم سے کر دیا تاکہ مومنین کے لئے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے عقد کرنے میں کوئی حرج نہ رہے جب وہ لوگ اپنی ضرورت پوری کر چکے ان عورتوں سے اور اللہ کا حکم بہر حال نافذ ہو کر رہتا ہے۔

اس کے بعد جویریہ بنت حارث بن ضرار سے عقد فرمایا جو صفوان بن ذی السفرتین کی زوجہ تھی۔

جویریہ کا باپ حارث، بنی مصطلق (یہود) کے قبیلہ کا سردار تھا جب مدینہ میں قبیلہ بنی مصطلق سے مسلمانوں کی جنگ ہوئی تو اس وقت یہ قبیلہ مسلمانوں سے شکست کھا گیا اور دو سو گھر اس قبیلہ کے جن میں کئی زن و مرد تھے مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر ہو گئے جویریہ بنت حارث ان اسیروں میں سے ایک تھی جسے رسول اسلام نے اسیری سے آزاد کر کے اپنےحبالہ عقد میں لے لیا جس کے نتیجہ میں تمام مجاہدین نے اسیروں کو آزاد کر دیا اس عمل کا نتیجہ یہ ہوا کہ بنی مصطلق کا پورا قبیلہ اسلام کا گرویدہ ہو گیا۔

ذرا غور کریں رسول اسلامؐ کی متعدد شادیوں میں اس طرح کی سیاسی، اجتماعی اور اخلاقی مصلحتیں نظر آتی ہیں یا صرف جنسی تمایل کا ہونا؟ جبکہ رسول اکرمؐ چاہتے تو یہودی اسیر سے نکاح کرنےکے بجائے مسلمانوں کی خوبصورت ترین باکرہ لڑکیوں سے عقد کر سکتے تھے کیوں کہ ہر کوئی رسول سے اپنی نسبت قائم کرنے کو

١٤۔ سورہ احزاب / ٣٧ ۔

افتخار سمجھتا تھا مگر ہم نے یہی دیکھا ہے کہ رسول اسلامؐ کی شادی کئی اخلاقی، اجتماعی اور سیاسی اثرات کی حامل ہے۔ جن کا ذکر گذشتہ میں ہو چکا ہے۔

اس عقد کے بعد رسول اسلام ؐ نے ام حبیبہ سے عقد فرمایا جو ابو صفیان کی بیٹی تھی جو شخص جنگ بدر میں اکیلا کفر و ا لحاد کا علمدار تھا یہ بی بی پہلے عبد اللہ بن ضحش کی زوجہ تھی اور جب مکہ سے حبشہ کی جانب دوسری ہجرت ہوئی تواس میں اپنے شوہر کے ہمراہ تھی مگر شوہر حبش میں جا کرنصرانی ہو جاتا ہے مگر ام حبیبہ اپنے مذہب، اسلام پر قائم رہی ایسی بی بی سے رسول اسلام ؐ کا ازدواج کرنا دو اہم مقصد کا حامل تھا ایک یہ کہ جو بی بی اپنے شوہر کے مرتد ہونے کے بعد بھی اسلام پر باقی رہی اس کی ہمت افزائی اور تشویق کرنا مقصود تھا تو دوسرا اہم مقصد یہ کہ نصرانی شوہر ا ور باپ کے کفار قریش کا سید و سردار ہونے کے بعد بھی وہ اسلام ہی پر باقی رہی۔

جو عورت باپ اور شوہر کی جانب سے مات کھائی ہوئی ہو اس کو اس کے اسلام کی بنا پر رسول اسلامؐ نے زوجہ بنا کر تاج شرافت سر پر رکھ کر اسلام کا گرویدہ بنا دیا۔

اس عقد کے بعد پیغمبر اکرمؐ نے صفیہ بنت حی بن اخطب سے شادی کی حی بن اخطب قبیلہ بنی نضیر (یہودی) کا سردار تھا۔

صفیہ کا شوہر اور باپ جنگ خیبر میں مارے گئے اور یہ اسیر ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ آئی تو رسول نے اس کو آزاد کر کے اپنے حبالہ عقد میں لے لیا۔ جنگ میں اسیر ہوئے یہودیوں کا دوبارہ اپنے مذہب پر لوٹ جانے کا خوف تھا وہ اس عقد کی برکت سے دور ہو گیا۔

پھر پیغمبر اکرمؐ نے زینب بنت خزیمہ بن حارث جو گذشتہ میں عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کی زوجہ تھی سے عقد فرمایا۔ جو گذشتہ شوہر کے کئی بچوں کی ماں تھی مگر شوہر کے مرنے کے بعد فقر و فاقہ کی وجہ سے اپنے یتیم بچوں کی پرورش نہیں کر پا رہی تھی یہاں تک کہ وہ بچوں کے فقر و فاقہ کی بنا پر "ام المساکین" تک کہلانے لگی۔ مگر پیغمبر اکرمؐ نے ان حالات میں زینب سے عقد کر کے اسے فقر و فاقہ سے نجات ا دلا ئی اور اسے باعزت زندگی عطا کی۔

پھر رسول نے میمونہ بنت حارث سے عقد کیا جو ابن عباس کی خالہ اور عمیر بن عمر ثقفی کی زوجہ تھی، پھر ابو زید بن عبد العامری کی زوجیت میں آئی پھر وہ دوسرے شوہر سے بھی جدا ہو کر تنہا ہو گئی اس کے بعد کوئی اور اس کا خواستگار بھی نہ تھا ایسی حالت میں اس کو قید تنہائی سے باہر نکال کر خوش حال زندگی عطا کرنے کی غرض سے پیغمبر اکرمؐ نے اسے اپنے حبالہ عقد میں لے لیا۔

یہ وہ عورتیں ہیں جن سے یا تو خود رسول اسلامؐ نے کئی اہم مصلحتوں کے پیش نظر شادی کی درخواست کر کے اپنے حبالہ عقد میں لیا یا پھر حکم الہی کے تعمیل میں عقد کیا جیسے زینب بنت جحش کو اپنی زوجیت میں لینا۔ اور ان کے علاوہ دیگر ازواج وہ ہیں جو خود رسول اکرمؐ کی خدمت میں بغیر کسی صلہ کے پیش کی گئی اور رسول سے عقد کے لئے خواستگار ہوئیں تو یہاں بھی بحکم رب بعض عورتوں کو اپنے حلقہ ازواج میں شریک کر لیا تو بعض عورتوں کا ان کی رضا مندی سے اپنے بعض اصحا ب سے عقد کروایا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے : "وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَن يَسْتَنكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۔۔۔"[۱۵]؛ ترجمہ: اور اس مومنہ عورت کو جو اپنا نفس نبی کو بخش دے اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہے تو حلال کر دیا ہے لیکن یہ صرف آپ کے لئے ہے باقی مومنین کے لئے نہیں ہے--- ۔

یہ وہ مقام ہے جہاں پیغمبر اکرمؐ نے ظاہری طور پر جھوٹے زاہدانہ تقدس کی ریا کاری کا اظہار کرنے کے بجائے حقیقت سے کام لیتے ہوئے جو بھی پاک و پاکیزہ با ایمان اور صاحب تقوی خاتون خود کو آپ کے لئے پیش کرتی رہی اس کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اس کو اپنے حلقہ ازواج میں جگہ دے کر اس کی عزت افزائی فرمائی اس طرح زمانہ جاہلیت کی ایک اور فرسودہ رسم کو ختم کیا کیوں کہ اس سے پہلے ہمسر کا انتخاب کرنے کا حق صرف مرد ہی کو حاصل تھا بے چاری عورت کے لئے یہ حق نہیں تھا کہ وہ اپنی مرضی سے اپنے شوہر کا انتخاب کر ے مگر جب با ایمان صاحب تقوی خواتین خود بنفس نفیس رسول کو اپنا سرتاج اور خاوند کے طور پر انتخاب کر کے خود اپنی مرضی سے پیش کرتی رہی تو رسول نے ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ان کی پیشکش قبول کر کے دنیا کو یہ درس بھی دے دیا کہ شریک حیات کا انتخاب صرف مردوں ہی کا حق نہیں بلکہ عورتیں بھی اپنی مرضی سے اپنے شریک حیات کا انتخاب کر سکتی ہیں۔

۱۵۔ سورہ احزاب / ۵۰ ۔

ہم نے دیکھا ہے کہ رسول اکرمؐ نے جتنی بھی شادیاں کیں وہ تین طرح کی تھیں یا تو حکم خدا سے عقد کیا یا پھر کسی اہم مصلحت کی بنا پر خود انتخاب فرمایا یا پھر خود با ایمان اور صاحب تقوی خواتین نے بغیر کسی اجرت و مہر کے خود کو رسول کے لئے پیش کیا تو آپ نے ان کے انتخاب کا بھی احترام کرتے ہوئےانھیں بھی قبول فرمایا۔ یہ تمام شادیاں اسلامی اور الہی مصلحتوں کی بنا پر ہوئی ہیں ان مصلحتوں اور حکمتوں کے حاصل ہونے کے بعد اللہ سبحانہ نے پھر رسول پر ہر قسم کے عقد کو حرام قرار دے دیا:

"لَّا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِن بَعْدُ وَلَا أَن تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا"[١٦]؛ ترجمہ: اس کے بعد آپ کے لئے دوسری عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ ان بیویوں کو بدل لیں چاہے دوسری عورتوں کا حسن کتنا ہی اچھا کیوں نہ لگےعلاوہ ان عورتوں کے جو آپ کی ملکیت (کنیز) میں ہوں اور اللہ ہر چیز کی نگرانی کرنے والا ہے۔

تاریخ گواہ ہے پیغمبر اکرمؐ کی ازدواجی زندگی کا سلسلہ حضرت خدیجہ کے عقد سے شروع ہو کر مذکورہ آیہ کریمہ کے نزول پر ختم ہوتا ہے اور یہ پورا سلسلہ پروردگار عالم کے مرضی کے عین مطابق تھا۔ چاہے بیک وقت متعدد ازواج کے ساتھ زندگی بسر کرنا ہو یا تمام بیویاں طلاق لے کر آپ سے جدا ہو جائیں یا مر جا تیں پھر بھی آپ کو خدا کی جانب سے کسی اور خاتون سے عقد کرنے کی اجازت کا نہ ہونا یہ دونوں باتیں خدا کے حکم کے مطابق تھیں۔

رسول کی حیات طیبہ کا بغور جائزہ لیں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ آپ کی کثرت ازواج جنسی میلان کی بنا پر نہیں بلکہ اخلاقی، سیاسی اور عاطفی مصلحتوں کے پیش نظر تھی ہر عقد ایک مصلحت کا حامل تھا جس میں جنسی تمایل کا جذبہ بہت کم رنگ نظر آتا ہے۔

عائشہ اور حفصہ سے شادی اس لئے کی کہ ان دونوں کے باپ ابو بکر اور عمر کو کنٹرول میں رکھنا ضروری تھا کہیں یہ دونوں رسول کے خلاف سازشیں نہ کر بیٹھیں جتنی سازشیں انہوں نے کی شاید وہ اس سے کہیں زیادہ کر بیٹھتے اگر رسول ان کے داماد نہ ہوتے اور وہ یہودی خواتین جو مسلمانوں سے جنگ ہارنے کے نتیجہ میں مال غنیمت کے طور پراسیر ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ آئیں تو انہیں پہلے مسلمان کیا پھر آزاد کر کے رسول نے انہیں اپنے حبالہ عقد میں لیا اور اس طرح سے اپنے خارجہ تعلقات کو محکم

١٦۔ سورہ احزاب / ٥٢ ۔

طریقہ سے استوار کیا اور بنی اسرائیل سے اپنے روابط کو بڑھا کر انہیں اسلام کی دعوت بھی دی اور اسی طرح شہداء کی ازواج کو اپنے حلقہ ازواج میں لے کر ان کی سر پرستی قبول کی تاکہ آیندہ کوئی بھی عورت اپنے شوہر کو اس خوف سے جنگ پر جانے سے نہ روکے کہ وہ شوہر کے مرنے کے بعدبے سر و سامان ہو جائے گی۔ اگر کسی کا شوہر مرتد ہو گیا تو اس کی زوجہ کو اپنے عقد میں لے کر خود اس عورت کے مرتد ہونے کے اندیشہ کو ختم کر دیا اور اس کو اسلام پر باقی رکھا ۔

رسول نےایک شادی حکم پروردگار سےاس لئے بھی کی تاکہ زمان جاہلیت کی غلط رسم ختم ہو جائے کیوں کہ عصر جاہلیت میں لوگ منہ بولے بیٹے کی زوجہ،کے مطلقہ ہونےکے بعد اس سے شادی کرنے کو عیب جانتے تھے جب کہ اسلام اس کے بر خلاف تھا۔ اسی طرح رسول اسلام کی تمام شادیاں کسی خاص مصلحت کی حامل تھیں۔

دوسری جانب ان شادیوں کی بنا پر اسلام کا بڑا فائدہ ہوا کیوں کہ رسول اسلام نے ان شادیوں کو وسیلہ بناتے ہوئے مسلم اور غیر مسلم، دوست اور دشمن سے اپنے روابط کو مستحکم کیا اور اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کو یا تو سرے سے ختم کر دیا یا پھر کم از کم اس کے رنگ کو پھیکاکر دیا۔ کہ کہیں کوئی اسلام کو خطرہ نہ پھونچا سکے۔ یہ تمام شادیاں انفرادی مصلحتوں کے علاوہ اجتماعی طور پر مفید ثابت ہوئیں کیوں کہ رسول نے ان شادیوں کی بنا پر تمام عرب قبائل کو بلکہ یہود و نصاریٰ کو بھی خود سے جوڑے رکھا کہکہیں آپس میں یہ ایک دوسرے سے جنگ و جدال نہ کر بیٹھیں ۔

رسول اسلامؐ کی پہلی شادی جو حضرت خدیجہ سے ہوئی سب سے زیاد ہ ثمر آور اور با برکت تھی جس کے نتیجہ میں رسول نے حضرت خدیجہ کے قبیلہ کے علاوہ بی بی خدیجہ کے گذشتہ دو شوہروں کے قبیلے کو بھی خود سے جوڑے رکھا یعنی ایک شادی کے ذریعہ گویا تین قبیلوں کو خود سے منسلک رکھا۔ اس شادی کے ۲۹ سال بعد یعنی حضرت خدیجہ کی وفات کے ایک سال بعد تھوڑی تھوڑی مدت سے جویریہ، صفیہ سے عقد فرمایا جو بنی اسرائیلی قبیلوں کے سرادر کی بیٹیاں تھیں ان سے شادی کر کے بنی اسرائیل سے اپنے تعلقات استوار رکھا ماریہ قبطیہ سے عقد کر کے اس کے مصری قبیلہ کو خود سے جوڑے رکھا اور اسی طرح عائشہ، حفصہ اور ام حبیبہ سے عقد کر کے ان کے باپ کو کنٹرول میں رکھا۔ میمونہ ہلالیہ سے عقد کر کے اس کے خاندان کو خود سے جوڑے رکھا اور اسی طرح ام سلمہ سے شادی کر کے طائفہ مخزومیہ کو، اسماء بنت نعمان کندی سے شادی کر کے اس کے خاندان کو، غزیہ بنت جابر نجاری سے شادی کر کے قبیلہ بنی نجار کو، سنی بنت صلت سلیمی سے شادی کر کے قبیلہ بنی سلیم کو،

سراف بنت دحیہ کلبی سے شادی کر کے قبیلہ بنی کلب کو، امیمہ بنت نعمان جونیہ سے شادی کر کے قبیلہ بنی جونیہ کو، عالیہ بنت ظبیان کلابیہ سے شادی کر کے طائفہ کلابیہ کو، ملیکہ لیثیہ سے شادی کر کے قبیلہ بنی لیث کو، لیلیٰ بنت حطیم انصاریہ سے شادی کر کے انصار کو خود سے جوڑ رکھا۔ ان میں سے کچھ سے یا تو رسمی طور پر نکاح نہیں کیا یا پھر طلاق دے دیا یا خواستگاری کیا مگر عقد نہیں کیا ہے۔

بالآخر ہم نے دیکھا قرآن کریم نے ان متعدد ازدواج کو منصب رسالت پر فائز پیغمبر اکرمؐ پر لازم قرار دیا ہے کیوں کہ ان شادیوں سے بہت ساری مصلحتیں وابستہ تھیں مگر شیطان اور استعمار نے عصر حاضر کے شیطان سلمان رشدی کے قلم کے ذریعہ نہ صرف رسول کی ان شادیوں کی توہین کی ہے بلکہ رسول اکرمؐ کی ازواج کی شان میں نا زیبا الفاظ استعمال کرتے ہوئے ان کی ہتک حرمت بھی کی۔ جب کہ قرآن کریم نے ازواج رسول کو پاک دامن کہا اور کسی نے کسی زوجہ پر تہمت بھی لگائی تو قرآن نے اس کی شدید مذمت کی ہے جیسا کہ افک کے حادثہ میں عائشہ کے دامن کردار پر کسی نے انگلی اٹھائی تو قرآن کریم نے اس کی سخت توبیخ و مذمت کی ہے : "إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ"[۱۷]؛ بے شک جن لوگوں نے زنا کی تہمت لگائی وہ تم ہی میں سے ایک گر اپنے حق میں شر نہ سمجھو یہ تمہارے حق میں خیر ہے اور ہر شخص کے لئے اتنا ہی گناہ ہے جو اس نے خود کمایا ہ وہ تھا تم اسےے اور ان میں سے جس نے بڑا حصہ لیا ہے اس کے لئے بڑا عذاب ہے۔ "إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ"[۱۸]؛ یقیناً جو لوگ پاک دامن اور بے خبر عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت دونوں جگہ لعنت کی گئی ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔

مگر شیطان کہتا ہے کہ "عائشہ ایک یتیم بچی تھی جو سر راہ بیٹھ کر کھلونے بیچا کرتی تھی اور بیمار رہا کرتی تھی"۔

ذرا دیکھیں کہ اس شیطان رشدی نےکس قدر جھوٹ سے کام لیا اور تاریخ کی مسلم حقیقت کا کس طرح انکار کیا ہےکیوں کہ تاریخ گواہ ہے عائشہ اس ابو بکر کی بیٹی ہے جو وفات رسول کے بعد کئی سال خلیفہ رہا اس عائشہ کو شیطان، یتیم بچی کہہ کر علنی

۱۷۔ سورہ نور / ۱۱ ۔
۱۸۔ سورہ نور / ۲۳ ۔

طور پر جھوٹ کا مرتکب ہوا جب کہ عائشہ کا باپ وفات رسول کے بعد بھی نہ صرف زندہ رہا بلکہ خلیفہ کی حیثیت سے زندگی کی ہے۔

پھر اس کے بعد یہ شیطان لکھتا ہے اس یتیم بچی عائشہ کا عقد پہلے جبرئیل سے ہوتا ہے پھر اس کےبعد رسول اسلام کے حوالے کر دی جاتی ہے پھر وہ شیطان اپنے ناپاک قلم سے عائشہ کو پندرہ سال کی فاحشہ کہہ کر گستاخی کرتا ہے اور اس طرح کی کئی اور من گڑھت کہانیوں کے ذریعہ از واج پیغمبر کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے۔

بالآخر شیطان رشدی تمام ازواج پیغمبرؐ سے متعلق کہتا ہے کہ جو کچھ سلمان (فارسی) نے لکھا ماہوند سے سن کر ازواج پیغمبر سے متعلق وہ سب شیطانی آیات تھے (نعوذ باللہ) آ گے لکھتا ہے --- ہاں مدینہ جاتے ہی انہیں اپنی پسند کی عورتیں حاصل تو ہوئیں مگر ان کی وجہ سے رسول کی آدھی ڈاڑھی پہلے سال ہی سفید ہو گئی۔

جب کہ تاریخ گواہ ہے حضرت خدیجہ کی وفات کے ایک سال تک رسول نے کوئی عقد نہیں کیا جو پہلے ہی سال میں ڈاڑھی سفید ہو جائے اور مدینہ میں جو آپ نے پہلی شادی کی ہے وہ ایک بڑی عمر کی بیوہ تھی جو اسیران یہود میں سے تھی اور جس کا شوہر اسلام لانے کے بعد مرتد ہو چکا تھا اور پیغمبر نے اس کی سر پرستی اور نگہبانی کی غرض سے اس کو اپنے حبالہ عقد میں لیا۔

مزید یہ شیطان اپنی کتاب میں لکھتا ہے "پردہ یا حجاب کے نام سے شہر جاہلیت یعنی مکہ میں رسول کا ایک فاحشہ خانہ تھا"۔

جب کہ سب ہی یہ جانتےہیں کہآپ اور صرف حضرت خدیجہ کے ہمراہ تھے۔

بالآخر یہ شیطان حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے رسول اکرم کے بارے میں جھوٹی کہانیوں کو گڑھ کر چاہتا تھا کہ رسول کی شخصیت کو داغدار کر دے اور خود اس شیطان جیسے کچھ غافلوں کو اپنے دام فریب میں گرفتار کر کے سر خیل کاروان بشریت صاحب خلق عظیم اور ان کی ازواج اور اصحاب کی کردار کشی کریں مگر قرآن اور سیرت پیغمبر قیامت تک گواہی دیں گے کہ رسول کی شخصیت ہمیشہ بے داغ رہی اور کذب و افتراء کے ذریعہ کوئی بھی بد نسل آپ کے دامن کردار کو داغدار نہیں کر سکتا ۔ نور الہی کو کوئی بھی اپنی پھونکوں سے بجھا نہیں سکتا۔

ہم اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے بس اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ مختصر تحریر اس شیطان کے پانچ سو صفحے پر مشتمل کتاب کے جواب میں کافی ہے کیوں کہ

اس کے پانچ سو صفحے صرف اور صرف جھوٹ اور افتراء پر مبنی ہیں جس میں نہ کوئی حوالہ ہے اور نہ ہی کوئی دلیل پھر بھی اس نے اس کتاب کو لکھنے میں پانچ سال برباد کیا اور ہم نے پانچ گھنٹے میں اس کے جواب میں اپنی بات بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دی تاکہ جھو ٹے کا منہ کالا اور حق و حقیقت کا بول بالا ہو۔

۲٦ ماہ مبارک رمضان ۱۴۰۹ ھ

محمد صادقی تہرانی

حوزہ علمیہ قم